وشو دھرم سمیلن

کا

تیسرا اجلاس

منعقدہ دہلی

بتاریخ ۲۶/۲۷/ و ۲۸/ فروری ۱۹۴۵ء

الامان بین عرض کردہ اصحاب کی مختلف دھرم اور مذاہب کے

روحانی نیک بندوں کے نام پیغام [illegible]

کرامت در طریقت ما [illegible] داشتن

[illegible]ست سینہ چون آئینہ داشتن

پرارتھنا ست گورو داتا دیال

تم ویاپک چراچر میں ہو کس جگہ ڈھونڈھنے جاؤں میں
سب نام اور روپ تمہارے ہیں کس نام روپ کو دھیاؤں میں

تم شبد سپرش روپ میں ہو تم رس میں ہو تم گندھ میں ہو
تم دیش کال اور وستو میں ہو۔ تم کو کیا کہہ کر گاؤں میں

یہ جیو جنتو ستا میں تمہارے لوک پرلوک سبھی تم ہو
پھر کس کو من سے چھوڑوں میں۔ اور کس کو من سے پاؤں میں

اگیان میں تم ہو گیان میں ہو۔ وِدّیا۔ اوِدّیا میں بھی ہو
کس کو منھ سے برا کہوں۔ اور اچھا کس کو بتاؤں میں

کہنے والے میں رہتے ہو۔ سننے والے میں بستے ہو
کس سے میں دوں اُپما تیری۔ کس کس کا بھید سناؤں میں

میں ان مہان مہاتماؤں کو کہتا ہوں کہ اگر اس رہسیہ یا بھید کو اچھی طرح سے کھول دیا جائے تو ہمارا دھارمک مت بڑے آسانی سے بھید دور ہو سکتا ہے۔ کوئی رام کو پوجتے ہیں۔ کوئی کرشن کو پوجتے ہیں۔ کوئی حضرت محمد صاحب کو پوجتے ہیں، کوئی عیسیٰ مسیح کو پوجتے ہیں۔ کوئی بدھ بھگوان کو پوجتے اور کوئی دیوی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں۔ ہر ایک شخص کو اس کے وشواس کے انوسار ہی پھل ملتا ہے۔ ہر ایک سمپردا کے لوگ اپنے سماج کو شکتی شالی بنانے کے لئے بہت سی روچک اور بھیانک باتیں کہتے رہتے ہیں۔ جس کے سبب ماتوجاتی کے لوگ بھرم اگیان گرست ہو کر ادھورے خیالات میں پھنس پھنس کر بٹے بٹا گئے ہیں۔

اگر جن سادھارن کو یہہ کہدیا جائے کہ جو محمد صاحب ہیں وہی رام ہیں وہی کرشن ہیں۔ وہی بدھ ہیں۔ وہی جینی ہیں۔ وہی کرسچن ہیں۔ یہہ ایک ہی وشواس کے مختلف انیک روپ ہیں۔ تو ہمارا سارا دھارمک ادھیکار

جو میرے ساتھ پریم کرتے تھے وہ پریم ان کا سچا اور نس سوارتھ تھا۔ کیونکہ میں نربل۔ ابل اور اگیانی تھا۔ میرے پاس دینے کو کچھ نہیں تھا۔ سال ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۹ء میں سادھو رسالہ کا سالانہ چندہ تک نہیں دے سکتا تھا۔ انہوں نے میری آرتھک سہایتا بھی کرنی چاہی۔ مگر میں نے نہیں لیا۔

ایشور پوجا یا دیوی دیوتاؤں کی پوجا یا عشق الٰہی کا تعلق انسان کے اپنے جیون سے ہوتا ہے۔ اس کام میں منش کو اپنے اپنے وشواس کے انوسار لابھ بھی پہونچتا ہے۔ اس کا سمبندھ کیول ان لوگوں سے ہے جو چنتن منن کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور غور و فکر کا مادّہ جن میں ادھکتا سے ہوتا ہے۔ ہر ایک مہان پرش اپنے کھوج کے سلسلہ میں جو انبھو حاصل کرتا ہے۔ وہ دوسروں کو بتا جاتا ہے۔ میں نے بھی کھوج کی دکھ کا بھان ہوا۔ سمجھا دنیا دکھی ہے۔ اس دکھ کے دور کرنے کے لئے مختلف سادھنوں سے کام لینا پڑا۔ اور مختلف قسم کے یتن کرنے پڑے۔ تب جا کر دکھ نوارن ہوئے۔

میں نے اس پرکار کی پوجا کی حد کر دی ہے۔ داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کے شدھ سروپ کا بڑا احسان ہے۔ جنھوں نے میرے جیون کو سنبھالا ہے۔ اور میرے اگیانتا کو دور کیا ہے۔ انہوں نے حقیقت کا راز سربستہ یا گپت رہسیہ میری آنکھوں کے سامنے لا کر کھول دیا ہے۔ مجھے گورو کی حیثیت سے جو انبھو پراپت ہوئے۔ اُن سے سدھ ہوتا ہے کہ انسان کی کامناؤں کا پورا ہونا ان کے انتر میں انیک پرکار کے درشنوں کا آنا۔ اور اُن سے پربھاوت ہونا یہ سب منش کے اپنے ہی وشواس خیال اور سنکلپ

دُکھ سنسار میں جہاں نہیں ہے ۔ چوتھا دھرم ۔ انسان کی پیدائش کے وقت
ماں یا دائیہ کی سہایتا اور مدد کی نہایت ضرورت ہوتی ہے اُن کی سوان بھوتی
محبت اور پریم کے پالن پوشن میں مددگار ہوتا ہے ۔ یہہ قدرت کا قدرتی اصول
اور نیم ہے ۔ بچے کے ماں باپ عزیز اقارب رشتہ دار اور بھائی بہن
اور اڑوس پڑوس کے سبھی لوگ اس کے ساتھ پریم رکھتے ہیں ۔ اور اس کی
اُونتی میں سہایک بنے رہتے ہیں ۔ کمزور اور نربل ویکتی کی سہایتا سب
لوگ کیا کرتے ہیں ۔ ان لوگوں کے من کا کھنچاؤ کمزور اور بل ہین بچوں
کی طرف قدرتی طور پر زیادہ رہتا ہے ۔ اور ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ انکی
مدد کرے ۔

جو لوگ سوارتھ کے بس میں دھنوان ۔ گن وان اور بلوان لوگوں سے
پریم کرتے ہیں ۔ یہہ ان کا حقیقی اور اصلی پریم نہیں ہے ۔ بلکہ یہہ سوارتھ
بینے کا پریم ہے ۔ اصلی پریم تو وہ ہے جو نشکام کیا جائے ۔ کسی غرض کا اسمیں
کبھی شمول نہ ہو ۔ اس لئے ہر منش کا کرتب ہے کہ وہ کمزوروں کی سایتا کرے
دُکھیوں کے دُکھ درد دور کرنے یا نوارن کرنے کا جتن کرے کیونکہ جب
وہ خود بھی بچہ تھا اور کمزور تھا ۔ دوسرے لوگ اس کی مدد کیا کرتے تھے
اس لئے اس پر بھی یہہ فرض لازمی ہے کہ وہ کمزوروں کی مدد اور سایتا کرتا
رہے اپنے بھائی بہن ماں باپ اور رشتہ داروں کی سیوا کرنا اس کا دھرم ہے

میرا اپنا جیون سامنے ہے ۔ میں داتا دیال سے پریم کیا کرتا تھا
اب میں انبھو کرتا ہوں ۔ کہ وہ میرا پریم کرنا سوارتھ کے بس تھا ۔ ہاں

پرچار جاری ہے۔ گن شیل اور سوبھاؤ کا مطلق ہی خیال نہیں کیا جاتا ہے۔
عورت مرد کے آپس میں میل جول کا رہنا نہایت ہی ضروری ہے۔ تاکہ ان سے
جو سنتان پیدا ہو وہ بلوان۔ وچارشیل۔ گمبھیر اور بے خوف نکلے۔ اس پر
میں اور زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ سمجھدار لوگ آپ خود سمجھ بوجھ کر
کام کریں۔ پہلے زمانے میں ہندو جاتی میں منشیہ کی نسل کو قائم رکھنے کے لئے
نانا پرکار کے نیم اور اصول بنائے گئے تھے۔ ان پر برابر عمل کیا جاتا تھا۔
اور اس بات کی کوشش کی جاتی تھی کہ جو اولاد پیدا ہو وہ تندرست۔
بلوان۔ ہمت والی بے خوف اور دیرگھ آیو ہو۔ جس سے انسان کی بیل
باڑی بڑھتی پھیلتی رہے۔ اور اُونتی کرتی چلی جائے۔ تیسرا دھرم جب انسان
کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسے شروع سے آخر تک بھوجن اور کپڑے کی اہم
ضرورت رہتی ہے۔ اس لئے ہر انسان اپنی روٹی آپ کما کر کھائے۔ وہ کسی
کے آسرے کبھی نہ رہے۔ وہ خود محنت کر کے اپنی ضروریات کو آپ ہی پورا
کرنے کا جتن کرے۔ اگر اس طرح کا عمل منش جاتی میں ہوتا رہے گا۔ تو ملک
سے غریبی اور افلاس یکدم دور ہو جائیں گے۔ آجکل دھرم اور پنتھ کی
آڑ میں لاکھوں آدمی بیکار رہ کر دوسروں پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔
گیروے کپڑے دھارن کرنے والے سادھو اور بھیک منگوں کا
بوجھ سماج اور سوسائٹی پر بہت زیادہ ادھک ہے۔ اگر ہر ایک
آدمی کام کرنے لگ جائے تو یہ بوجھ آسانی سے ہلکا ہو سکتا ہے
اور ملک کی غریبی آناً فاناً میں دور ہو سکتی ہے۔ دردرتا سے بڑھکر اور کوئی

مہارشی منی جنھوں نے ورن آشرم کی بنیاد رکھی تھی ۔ بڑے ہی سمجھدار اور وچارشیل پُرش تھے ۔

ورن آشرم کیا ہے ۔ یہہ منشیہ کے جیون کا وشیش پرکار کا رجحان ہے ۔ منشیہ جاتی کا ایک طبقہ صرف شریرک اونتی چاہتا ہے ۔ شریر بلوان ہو ۔ تندرست رہے ۔ بہ صحت رہے ۔ اور سب پہ قابض رہے ۔ دوسرا طبقہ مانسک اُونتی کا طالب ہے وِدیا بدھی کا وکاش بڑھے ۔ انان ناناپرکار کے علوم فنون حاصل کر کے سب میں شریشٹھ بنے اور نیک نام شدہ ہو تیسرا طبقہ آتمک شانتی کی کھوج میں لگا ہوا ہے ۔ وہ دھرم اور پنتھ کے وکاش میں ہی آتمک شانتی چاہتا ہے ۔ اس کے لئے وہ یوگ سادھن اور نانا پرکار کے ابھیاس اور شغل میں جٹا ہوا رہتا ہے سنسار میں پتی پتنی اگر نیک وچار کے ہیں ۔ تو ان کی سنتان بھی انھیں کے وچاروں کے انوسار شکتی شالی ۔ بلوان اور نیک آچرن والی ہوگی ۔ اگر ان لوگوں کو کوئی نیک وچار سنسکار یا شبھ خیال کسی آتمک گورو سے مل جائے تو زمانہ کا نقشہ ہی بدل جائے ۔ وہ ہمارے کے سارے لوگ شبھ آچرن والے اور دھرماتما بن جائیں گے ۔ اور سارے ملک میں نیک خیالات کی گنگا بہا دیں گے

آجکل ان باتوں کا خیال نہ رکھ کر لڑکے لڑکیوں کی شادی دھن سمپتی اور جہیز کے لالچ سے یا باہری سندرتا یا خوبصورتی کے کارن کر

دینا چاہتے ہیں۔ اُن کو وچار شکتی کا ماسٹر (MASTER) بھی ہونا چاہئے۔ اس لئے انسانیت کا دوسرا نام ہی دھرم ہونا چاہئے۔ بچے کی سکشا ایسی ہونی چاہئے جو اس کے قدرتی پرکرتی کے انوکول ہو۔ تاکہ وہ اُس تعلیم میں کافی اُونتی حاصل کر سکے۔ اور ترقی پا جائے۔

میں یہہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے اِن سوکشم وچاروں کو دنیا کمتر سمجھے گی۔ مگر میں اپنا کرتب پالن کرنے کے لئے اور گورو ہن سے سبکدوش ہونے کے لئے اپنے وچار پرگٹ کرتا رہتا ہوں۔

ہم سارے لوگ مانو جاتی کی بہتری بھلائی اور اُونتی چاہتے ہیں۔ اس لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ انسانی نسل کو قائم رکھنے کے لئے اوچیہ وچار بلوان خیال اور شدھ سنسکار منشیہ جاتی کو ملنے چاہئے۔ جس کے سبب منشیہ جاتی میں ادھک تر یوگتا۔ وچاروان۔ شدھ آچرن والے۔ شُبھ گن والے۔ بلوان پُرش۔ گیانی پرش دِشیشٹ کر پیدا ہو جائیں۔ منشیہ کا پالن پوشن۔ شکشا تعلیم اس طرح کی کی جانی چاہئے۔ جس سے ان میں شبھ وچار نیک گن اور نیک سنسکار پیدا ہو جائیں۔ تاکہ اوروں پر بھی ان کے اثرات پڑ سکیں۔ اور اس طریقہ سے دیش میں سکون اور شانتی لائی جا سکے۔

منشیہ جیون میں چار پرکار کی سہایتا کی ضرورت ہر انسان کو لاحق ہوا کرتی ہے۔ وہ یہہ ہے۔ (۱) شریرک سہایتا (۲) مانسک سہایتا (۳) آتمک سہایتا اور (۴) چوتھی سہایتا وہ ہے جس سے منشیہ اس ناشمان جگت سے بچ کر

ہی پڑا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر انجینوں کی گھنٹا اس بات کو سدّھ کر دیتی ہے۔ پرم سنت کبیر صاحب کا کلام ہے۔

جنمی جینے تو سنت جن۔ داتا گیانی سُور
نہیں تو رہ تو بانجھنی۔ کیوں جنم گنواوے دھُور

اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت وشودھرم سمیلن ریشیل ازم' اور دیگر سوسائٹیاں منشیہ جنس کی بہتری کے لئے جو کام کر رہی ہیں ان کے بیج کا پربھاؤ کبھی نشٹ نہیں جاتا تخم تاثیر رکھتا ہے۔ اگر اس اصول کو مان لیا جائے کہ وچار کی شکتی کا نیم اٹل ہے۔ تو منشیہ جاتی کے اُدّھار کے لئے اب کیا شکل صورت اختیار کرنی چاہئے۔

اطراف اکناف کے حالات واقعات پر غور سے نظر کرنے سے انسان کی بہتری کی کوئی صورت اس وقت تک نظر نہیں آتی ہے۔ گو کوشش تو بہت ساری ہو رہی ہے۔ مگر قانون اور نیم موجودہ پھیلے ہوئے بھرشٹاچار کو جڑ مول سے کبھی سمایت نہیں کر سکتا۔ جب اس بات پر وچار کیا جاتا ہے تو من کہتا ہے کہ نفقیر باولے! تو خاموش ہو جا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ درختوں کو پیوند لگا دینے سے گو وہ اپنا گن یا سوبھاؤ پوری طرح سے بدل نہ لیں مگر اُن کے پھل کا روپ رنگ اور سواد بدل جاتا ہے۔ یہی اصول منشیہ کے جگت میں بھی کام کر سکتا ہے۔ اس کا نام ہے۔ بچوں کو سنسکار دینا اور یہی گورو منت بھی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر منشیہ کے بچے کی شکشا اُوشیہ ہی ہونی چاہئے ماتا' پتا' گورو' شکشک۔ لیڈر یا سماج سیوک جو ان بچوں کو تعـ

ملک میں پورن ریتی سے جاگرتی لائی جا سکتی ہے۔ جس سے اس سنسار کے دُکھ درد کے درشیہ دیکھنے میں کمتر آدیں گے۔ نیک تندرست۔ نیک دل دوست با اخلاق دھیر۔ بیرا اور گمبھیر سنتان ملک میں ویر پرش۔ جودھا پرش، بلوان پُرش دھیر یہ وان پرش سنت مہاتما پرگٹ کریں گے۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی قسمت کو بدل دیں گے۔

موجودہ زمانہ کے طالب علم دن بدن تہذیب اور اخلاق سے گرتے ہوئے وحشیانہ گرم جوشی اور شہوت پرستی کا بیّن ثبوت اپنی روزانہ زندگی سے عام طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اور یہہ ظاہرا طور پر بتلا رہے ہیں کہ یہہ سب کچھ ان کے اپنے ہی ماتا پتا کے کالے کرتوتوں کا کھلا ہوا نقشہ ہے۔ جس کے سبب دن بدن کھلا ویبھچار عام طور پر پھیلتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ کوئی کوئی ماں باپ بڑے بھاگیہ شالی ہوں گے۔ جن کو اپنی سنتان سے کسی قسم کی شکایت نہیں ہو گی۔ اس لئے منشیہ کا پہلا کرتب یا دھرم یہہ ہونا چاہئے۔ کہ ہم سب لوگ سنتان کو سنتان کے خیال سے ہی ہرشٹ پشٹ اچھے۔ بلوان اور با اخلاق دیرگھ وایو پیدا کریں۔ ہمارا اتہاس یہہ سدھ کرتا ہے کہ ماں باپ کے جیسے بھاؤ اور وچار ہوں گے۔ اس کا پربھاؤ ان کی اولاد پر ضرور ہی پڑا کرتا ہے۔ باپ کے وچاروں سے ادھک ترماں کے وچار اولاد پر پڑا کرتے ہیں۔ جب اولاد پیٹ میں رہتی ہے۔ اس وقت ماں جس جس طرح کے خیالات اور بھاؤ اپنے من میں پیدا کرتی رہتی ہے۔ اس کے سنسکار اور اثرات پیٹ کے بچہ پر ضرور

موجودہ وقت میں بھی انسان کی باسنا ہی سے جیون کے سارے کام کاج انجام پاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ منشیہ کی باسنا ہی سے کھیتی باڑی۔ طبابت، سائینس، انجینئرنگ اور صنعت حرفت میں کافی دن بدن ترقی ہوتی ہوئی جا رہی ہے۔

مگر منشیہ کے سدھار کی طرف اب تک کسی کا بھی خیال نہیں گیا ہے۔ جس طرح پشو پکشی۔ گائے۔ بیل۔ کھیتی باڑی کے کاموں میں مختلف طریقوں سے دن بدن اُونتی ہو رہی ہے۔ اسی طرح منشیہ کے سُدھار کے لئے بھی کوئی اُپائے کیا جانا چاہئے۔ جب تک ملک میں وچارشیل یوگیہ پُرش پیدا کرنے کا انتظام نہ کیا جائے گا۔ یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ خود انسان دن دونی کے لئے مددگار ثابت ہو سکے۔ یا دوسروں کو لابھ پہونچا سکے۔

چونکہ منشیہ کی پیدائش ماں باپ کے شبھ وچار شُدھ ویرج نیک خوراک اور تندرستی ہی پر منحصر ہے۔ اس لئے اب سنتان پیدا کرنے والوں کو اس طرف زیادہ دھیان دینے کی سخت ضرورت ہے۔ جو اولاد وشئے وکار کے سواد کے لئے ہی پیدا کی جاتی ہے۔ اس اولاد سے با اخلاق اور با ضبط رہنے کی امید رکھنا سخت غلطی میں داخل ہے۔ یہی سبب ہے کہ انسان کی موجودہ اولاد بالکل بے ضبط۔ بداخلاق اور نکمی ہوتی ہوئی چلی جا رہی ہے ہر اولاد والا گرہستی اپنے اپنے نج جیون پر خود ہی سوچ وچار کر کے دیکھ لے سکتا ہے۔ کہ میں کہاں تک سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر وچارشیل لوگ ابھی اپنی سنتان کو نیک سنتان کے خیال سے ہی اُتپن کریں تو ابھی

یں بھی جب پہلے پہلے سیشہ تھا۔ مجھے بھی اُس وقت کچھ بھی گیان نہیں تھا۔ میں بھی اپنے انتر میں گورو مورتی کو پرگٹ کر کے اپنا کام بنا لیا کرتا تھا۔ میری اپنی ہی باسنا۔ خواہش۔ پریم اور شردھا داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کو اپنے انتر میں پرگٹ کر کے اُن سے ہدایات حاصل کیا کرتی تھی۔ ان کا شدھ سروپ میرے انتر میں پرگٹ ہو کر مجھے ہمّت دیتا تھا۔ اور زندگی کے اہم' اہم مشکلات کو دور بھی کیا کرتا تھا اپنی ہی ذاتی انبھووں نے مجھے یہہ وشواس پورن ریتی سے دلا دیا ہے کہ انسان کی اپنی ہی باسنا یا خواہش مختلف روپ رنگ ریکھا دھارن کر کے انسانی جیون کو سکھ شانتی۔ عروج اور کامیابی بخشتی ہے۔ اس طریقہ سے لوگوں کا کام آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تم بھی اپنی باسناؤں کو ٹھیک کرو۔ جھوٹ دھوکا۔ فریب اور دل آزاری سے بچو۔

اس ذاتی انبھو سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ کرتا پُرش کی باسنا ہی نے شروع شروع میں منُشیہ کو بنایا تھا۔ اور اس کے بعد منُشیہ کی اپنی ہی باسنا نے اس سارے جگت کی رچنا آپ خود ہی کری ہے۔ سنسار کے مہان پُرش بھی اِس قدرتی باسنا کے تحت وقت' وقت پہ پرگٹ ہو کر منُشیہ جاتی کے کلیان اور بھلائی کے لئے کام کر جاتے ہیں۔ اور شبھ باسنا رکھنے کا اُپدیش سارے سنسار کو دے جاتے ہیں۔

"ان کا اُپدیش یہی ہے کہ "تم شبھ سنکلپ رکھا کرو" انسان کے بیچ سنکلپ ہی میں قدرت کی ساری طاقت مجموعی طور پر مخفی رہتی ہے۔

بدھ دھرم کا انویائی مہاراجہ اشوک نہیں ہوا تھا۔ تب تک ہمارے دیش میں بدھ دھرم عمل کر کبھی امن اور چین لانے کا موجب نہیں بنا تھا اسی طرح جب اسلام دھرم حکومت میں آیا تب ہی وہ لوگوں کا اپکار کر سکا۔ اس وقت وشو دھرم سمیلن میں چونکہ حکومت بھی اب دلچسپی لے رہی ہے اس لئے مجھے پوری پوری امید ہے کہ چند برسوں کے اندر اندر ہی اگر اسی طرح سے دنیا کے جہان جہان پرش اکٹھا ہوتے رہیں۔ اور آپس میں ملتے جلتے رہیں۔ اور ساتھ ہی اپنی نیت بھی اچھی نیک اور سلامت رکھیں۔ مان بڑائی۔ دھن سمپتی اور ویر ایرشا میں نہ پھنس تو سپھلتا ان لوگوں کے چرن دوڑ کر چوم لے گی۔

اگلے پرکنوں میں میں اپنی نجی رائے۔ اپنے نج انبھو کے آدھار پر پیش کرونگا کہ اس زمانہ میں منشیہ جاتی کا اصلی دھرم کیا ہونا چاہیئے۔

دھرم (مسلسل)

میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ میرے اپنے ہی جیون کا نج انبھو اور ذاتی تجربہ ہے۔ کچھ دوست احباب جو مجھے گورو مانتے ہیں اور میرے سروپ کا اپنے انتر میں دھیان کرتے ہیں۔ وہ مجھے اپنے انتر میں پرگٹ کر کے اس سے ہدایات لیتے ہیں۔ اور ان کا ہر کام آسانی سے پورا ہو جاتا ہے۔

کی باری آتی گئی۔ ایسا کیوں ہوتا ہے! کیونکہ ایک ہی اصول یا نیم سب لوگوں کے لئے' وقت' وقت کے انوسار تشفی دینے والا اور قلبی سکون عطا کرنے والا ثابت نہیں ہوتا۔ انسانی بدھی اکثر بدلتی رہتی ہے۔ جب تک وہ دکاش کو پراپت نہیں ہو جاتی۔ منشیہ سار بھید کو سمجھنے کے قابل اور لائق نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں اس سمیلن میں ست گرپال سنگھ جی۔ جین جہاتی شری سوشیل کمار جی اور دیگر بڑے بڑے مہان پرش جو اصلیت کے گیاتا ہیں اور شامل وشو دھرم سمیلن ہوئے ہیں۔ میں ان لوگوں سے امید رکھتا ہوں کہ یہ سب مہان پرش مانو جاتی کے کلیان کے لئے اپنے اپنے سوتنتر وچاروں سے کام لیتے ہوئے کچھ نیم یا اصول ایسے بنا جائیں جن کی وجہ سے آپس میں پریم اتحاد۔ ایکتا اور پرسپر میل جول قائم رہے۔ گھریلو شانتی۔ سوشل ایکتا اور راشٹریہ ایکتا بھی آسانی سے حاصل ہو جائے۔ تاکہ انسان اپنی جیون میں سکھ شانتی اور سلامتی حاصل کر کے بے فکری کا جیون اچھے ڈھنگ کے ساتھ آسانی سے گذار سکے۔

یہ کچھ موج کی بات ہے کہ اس یگ میں مختلف دھرموں کے اپدیشک کوئی کے مہان' مہان پرش ایک جگہ اکٹھا ہو رہے ہیں۔ میری سچے ہردے سے یہ دلی خواہش ہے کہ بھگوان سرب آدھار آپ سب لوگوں کو صحیح اور ٹھیک ٹھیک راستہ دکھلائیں۔ جس سے منشیہ جاتی کا کلیان ہو جائے

کوئی دھرم پنتھ یا سمپردا جب تک وہ راشٹریہ دھرم نہیں بن جاتا اس سے مانو جاتی کو سچے معنی میں کوئی لابھ نہیں پہونچ سکتا۔ جب تک

مجمعہ ـ گیانی وگیانی ـ ویر پُرش ـ اور جو دھا کبھی یہاں پر سدا دائمی طور سے رہنے نہیں پاتے ـ ایسے وگیان پرش بھی جنھوں نے ایٹم بم تک بنا لئے ہیں سدا رہنے نہیں پاتے ـ اور نہ سدا رہیں گے ہی ـ انش کا کُل کی طرف واپس جانا قدرتی اور سبھاوک ہے ـ جو مہان پرش ایسی تعلیم دیتے ہیں ـ کہ انسان کی جزویت کلیت میں مل جاتی ہے ـ یا تبدیل ہو جاتی ہے ـ اُن کو پورن پُرش کہا جاتا ہے ـ مگر ان کی شکشا کے ادھیکاری اس دنیا میں بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں ـ ان کی شکشا قدرتی شکشا کہلاتی ہے ـ اور یہہ شکشا سب لوگوں کے لئے سکھدائک اور لابھ دائک سدھ ہوتی ہے ـ

دوسرا دھرم انسان کا اپنا بنایا ہوا دھرم ہے ـ یہہ ایک سدھانت نیم اور اصول ہے جن پر چلنے سے ہمارا شریرک ـ مانسک اور آتمک جیون شریشٹھ تر ـ اُدچیہ تر ـ خوش حال ـ سکھدائی اور شانتی مے ہو سکتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا ـ سچ بولنا ـ ایماندار رہنا ـ پر اُپکاری ہونا اور اہنسک رہنا ہے ـ ان کے پوجا کے نیم اور طریقے بھی جدا جدا ہوتے ہیں ـ مثلاً روزہ ـ نماز ـ پوجا ـ پاٹھ ـ زکوٰۃ خیرات ـ سندھیا ـ ترپن یگیہ اور ہون وغیرہ وغیرہ ہیں ـ یہہ سب کال کرم کے قانون کے تحت ہیں ـ سمے کے انوسار ان میں تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں ـ اس کا ثبوت یہہ ہے کہ ایک دھرم کچھ سمے کے بعد مختلف فرقوں میں بدل جاتا ہے ـ

کسی وقت ایک دھرم ـ پنتھ یا سمپردا پرگٹ ہوا ـ کچھ سمے تک وہ قائم رہا پھر اس کے بعد دوسرا دھرم اس کی جگہ جاری ہو گیا ـ پھر تیسرے اور چوتھے

کرتا ہے۔ منشیہ سہارا چاہتا ہے۔ جیو، نبل۔ ابل اور اگیانی ہیں۔ جو شخص جس دھرم۔ سمپردا۔ پنتھ۔ مذہب یا گورو پر وشواس رکھتا ہے۔ وہ وہیں سے اپنا، اپنا سہارا طلب کرتا رہے۔ مگر اپنے اگیان سے ان جیودں کا جو دوسری جگہ سے سہارا لیتے ہیں۔ کبھی کھنڈن نہ کیا کرے۔ اس بات کی اس وقت سخت ضرورت ہے۔ منشیہ کے چت کی ورتیاں بھن بھن ہوا کرتی ہیں۔ ہر ایک دیش کی پراستھتی بھی الگ الگ ہے۔ آب و ہوا بھی ہر جگہ کی جدا جدا ہے۔ اس لئے سب لوگ ایک ہی خیال کے ہو نہیں سکتے اور نہ ہوتے ہی ہیں۔ اگر اس بات کو صاف صاف طور سے بتلا دیا جائے کہ اصلیت کیا ہے۔ تو ہمارا دیش دویش۔ ایرشا۔ نفرت۔ اور آپسی کشمکش سے آسانی کے ساتھ دور رہ سکتا ہے۔

دھرم (مسلسل)

دھرم دو قسم کے ہیں۔ ایک قدرتی دھرم اور دوسرا منشیہ کا اپنا بنایا ہوا دھرم۔ قدرتی دھرم یہ ہے۔ کہ رچنا ہوتی ہے۔ اور قدرت ہر ایک پرکار کی رچنا کے پرمانوؤں کو اور ان کے انوؤں کو پھر واپس پرم تو میں لے جانے کی کوشش اور یتن کرتی رہتی ہے۔ جس کا عملی پرمان یہ ہے کہ یہاں پر کوئی وستو ٹھہرنے نہیں رہتی۔ کوئی نہ پیغمبر۔ رسول۔ اولیاء سنت۔ مہاتما

سوشیل کمار جی مہاراج کو اور سنت کرپال سنگھ جی کو اور دیگر مہاپرشوں کو اس وشو دھرم سمیلن میں بھاگ لینے کے لئے تت پر کر رکھا ہے۔ اور ان لوگوں کے دماغوں کو اس طرح متحرک کیا ہوا ہے۔ اور وہی مہان شکتی مجھے بھی بے بس کر کے یہہ لیکھ لکھوا رہی ہے۔ کہ اے منشیہ جاتی! تو کچھ ہوش کر! تو نے ہی اپنی جہالت سے اور اگیانتا سے اصلیت کو نہ سمجھ کر اپنے آپ کو بھنیہ بھنیہ دھرموں میں اور پنتھوں میں بانٹ کر کے یہہ طوفان بدتمیزی پیدا کر رکھی ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ اس کا سمرتھن مالویہ نگر کے اُدگھاٹن کے سمے پر جو مہان پرش اُس وقت وہاں پر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کر دیا ہے۔ اس لئے میں آشا رکھتا ہوں کہ اس سمیلن میں شامل ہونے والے مہان پرش سرو سادھارن (عوام کو) صحیح راستہ زندگی گذارنے کا بتلا جائیں گے۔ اور ان لوگوں کو نیک وچار۔ اچھی باتائیں اور شدھ سنکلپ کی اِچھیا رکھنے کا دھیان دلا جائیں گے۔ تاکہ یہہ سبھی لوگ اسی جیون میں سُکھ شانتی اور سلامتی حاصل کر لیں۔

اس دنیا میں کوئی پرکاش میں رہنے والا خدا یا ایشور عوام کو یا سنسار کو اُپدیش یا ہدایت نہیں کیا کرتا۔ اُپدیش یا ہدایت جب ملیں گے کسی جیوت پُرش (زندہ شخصیت) سے ہی ملیں گے۔ اس لئے میں سچے ہردے سے ان مہاپرشوں کے چرن کمل میں اپنا سر نواتا ہوں۔

خدا اور مالک کل ہے بلکہ ضرور ہے۔ مگر اس کا ظہور جو انسان کے لئے برکت دینے والا ثابت ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہی انسانی شکل میں درشن دیا

کوئی یوگ کا سادھن کرنے والا ہوگا۔ کوئی ویدانت اور سانکھ مت کا انویائی ہوگا۔ چونکہ میں نے بھی مورتی پوجا کی ہے۔ یوگ کا سادھن بھی کیا ہے۔ سچائی اور ایمانداری سے ان سب کا پالن بھی کیا ہے۔ میرا انبھو مجھے بتاتا ہے کہ یہہ سارے کھیل انسان کے اپنے ہی من کے شردھا اور وشواس کے کھیل ہیں۔

یہہ میں اس لئے کہتا آرہا ہوں۔ کہ ہزاروں آدمی میرا وشواس کرتے ہیں۔ اور وہ میرے ہی روپ کو اپنے انتر میں بنا بنا کر اپنے ہی وشواس اور شردھا کا پھل پاتے ہیں۔ اور اُن کی ساری منو کامنا پوری ہوتی رہتی ہے میرا روپ ان کے انتر میں پرگٹ ہوکر رہنمائی کرتا رہتا ہے۔ چونکہ مجھے کوئی اس کی جان کاری نہیں رہتی ہے۔ اس لئے میں اب اس نتیجے پر پہونچا ہوں کہ۔ ہر ایک منشیہ کے اندر ایک مہان شکتی موجود رہتی ہے۔ جس کو برہمانڈی من یا (UNIVERSAL MIND) کہا جاتا ہے۔ وہ ہی اس سنسار کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے جس جس طرح اس کرتا پرش کی موج ہوتی ہے۔ ویسے ویسے ہی خیالات بناتا ہے۔ بھاؤنائیں اور اچھائیں ہر ایک جنتو اور انسانوں میں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اس سرشٹی کرم کی رچنا کا نیم کچھ ایسا ہی ہے۔

یہہ جو کچھ اس دنیا میں ہو رہا ہے یہہ سب کچھ اُسی مہان شکتی کے آدھار پر ہی ہو رہا ہے۔ اس سمے موج کو یہی منظور ہے۔ کہ منشیہ جاتی کو پریم اور اتحاد کے جال میں پرو دیا جائے۔ اس لئے وہی مہان شکتی شری

میرا تجربہ مجھے مجبور کرتا ہے۔ کہ دنیا میں اصلی مذہب کیا ہے۔ وہ میں سنسار کو بتلا جاؤں۔ وہ یہہ ہے۔

انسان راضی بہ رضا رہتا ہوا۔ اپنے آپ کو اسی بڑی جہان شکتی کے سپرد کرتا رہے۔ مگر یہہ بات اُس وقت تک کبھی عمل میں نہیں آسکیگی جب تک سنسار کے مہا پُرشوں کے بنائے ہوئے سدھانتوں پر خود عمل کرکے تجربہ نہ حاصل کر لیا جائے گا۔ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ اپنے ہی تجربہ کے آدھار پر ہی کہا ہے۔

یہہ سنسار شبد مئے ہے اور پرکاش مئے ہے۔ شبد اور پرکاش سے ہی یہہ سنسار بنا ہوا ہے۔ جیسے جیسے اُس جہان شکتی کی موج ہوتی ہے ویسے ویسے ہی لوک لوکانتر جیو جنتو وغیرہ سب ہی بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔ یا اس میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور اُس میں لئے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ جو لوگ اِس سدھانت پر عامل ہیں۔ وہ سدا خوش رہتے ہیں۔ وہ نہ کسی کی کبھی شکایت کرتے ہیں۔ اور نہ کسی کی تعریف ہی سے غرض رکھتے ہیں۔ وہ ہر حال میں خوش رہتے ہیں۔ بے فکر رہتے ہیں۔ بے غم رہتے ہیں اور اچنت رہتے ہوئے اپنی یاترا پوری کرتے ہوئے رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا شریر۔ من اور آتما مالک کل کی ذات (شبد اور پرکاش) سے ہی بنا ہوا ہے اس لئے وہ شبد اور پرکاش میں لئے بھی ہوتے جاتے ہیں۔

اس وشو دھرم سمیلن میں مختلف مذاہب۔ پنتھ اور سمپردا لوگ شریک ہوں گے۔ کوئی مورتی پوجک ہوگا۔ کوئی نرگن اُپاسک ہوگا۔

تھی مجھے بھی اس سمیلن میں بلایا گیا تھا۔ مگر پانچ منٹ ہی بولنے کی اجازت ملی تھی اس لئے میں نے شرکت سمیلن سے انکار کر دیا تھا۔ چونکہ میرے ذمہ گورو ورن ہے، گورو آگیا کا پالن کرنا میرا اپنا کرتب اور دھرم ہے۔ اس لئے میں ہر ایک مذہب پر تفصیل سے گفتگو کرتے ان اصولوں کو بیان کر جاؤں گا جو اس وقت کے لئے ضروری اور لازمی ہیں۔ مجھے یہہ دعویٰ نہیں ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں یا کہوں گا وہی ستیہ ہے۔ مگر چونکہ میں نے اپنا سارا جیون سچائی، نِس سوارتھ اور نشکام بن کر عملی طور پر گذارا ہے۔ اس لئے میں جو کچھ کہتا ہوں یا کہوں گا۔ وہ اپنے ہی نج انبھو کے آدھار پر ہی ہوگا۔ ہر مذہب یا دھرم کے مہاپرشوں کو پورا پورا آدھیکار حاصل رہے گا کہ وہ میرے انبھو پر نِرپکش ہو کر اپنی اپنی رائے قائم کر جائیں۔ مجھے اختلاف رائے کی صورت میں کوئی رنج نہ ہوگا۔

دھرم

اکثر میں یہہ سوچتا رہتا ہوں کہ مجھے کیا حق حاصل ہے۔ جو تو دھرم کے وشے میں کچھ کہنے جا رہا ہے۔ مگر میرا اپنا آتما بار بار یہی کہتا رہتا ہے کہ میرا اپنا سارا جیون مختلف دھرموں، پنتھوں، مذہبوں اور سمپرداؤں کے جانچ پڑتال میں ہی گذرا ہے۔ میری ساری عمر شغل۔ ابھیاس اور سادھنوں میں ہی وتیت ہوئی ہے۔ آج اس وقت بھی ستر پر سات سال کی عمر ہو گئی ہے

آجکل سارے ملک میں مُردہ پرستی کا رواج ہو چلا ہے۔ موجودہ دور میں اِس وقت میں بھی سنسار ان لوگوں کا پجاری ہے۔ جو اس وقت سنسار میں موجود نہیں ہیں۔ یہہ غور سے سوچنے کی بات ہے کہ جن مہاپرشوں نے دیش کال اور وستو کو زیر نگاہ رکھ کر کوئی نیم یا اصول اُس وقت کے لیئے بنائے تھے۔ پھر یہہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ان کے بنائے ہوئے نیم یا اصول اِس وقت کے لئے بھی اور ہمیشہ سروداکے لئے بھی لابھ دائک سدھ ہوں گے اس لئے موجودہ (DEMAND AND SUPPLY) کے قانون کے آدھار بڑے بڑے دماغ والوں کو اِس وشو دھرم سمیلن میں شامل ہوکر اُن اصولوں میں تبدیلی لانے کے لئے قدرت نے پریرنا کی ہے۔ اب ان لوگوں ہی کا کام ہے کہ یہہ سب لوگ اپنے اپنے نج انبھو کے آدھار پر اپنے اپنے نج وچار اور مان پرتشٹھا کو الگ تھلگ رکھ کر مانو جاتی کے کلیان کے لئے موجودہ حالات کے تحت ایک یونیورسل (UNIVERSAL) دھرم کی استھاپنا کر جائیں۔

میرا اپنا خیال ہے کہ اُس شبھ اوسر پر میں اپنا نج انبھو بیان کر جاتا مگر جو کچھ پچھلے سمیلن میں ہوا ہے۔ اسی کے آدھار پر میں یہہ کہنے کا ساہس کرتا ہوں کہ اُس وقت سمیلن کرنے کا اصلی مقصد کبھی پورا نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ ایکتا اور اتحاد کی بنیاد ضرور رکھی گئی۔

پچھلے مہاپرشوں کے بنائے ہوئے نیموں اور دھرموں کے آدھار پر کچھ نہ کچھ تو کہا گیا تھا۔ اور خاص خاص ویکتوں کی تعریف بھی کی گئی

وشو دھرم سمیلن کی استھاپنا

دھرم ایک اصول۔ ضابطہ اور نیم ہے۔ جس پر مختلف قسم کے لوگ سکھ شانتی اور سکون پانے کے لئے ہی چلتے ہوئے آئے ہیں۔ دھرم کا اصلی مقصد انسانی زندگی کو خوش حال، سکھدائی اور آنندمے رکھنا ہے۔ جتنے بھی دھرم یا سمپردا اس سنسار میں پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ یا اس وقت بھی آجکل موجود ہیں۔ وہ سب کے سب انسان ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے بنانے والے مہاپرش لوگ سب کے سب منشیہ ہی تھے۔ وہ سارے منشوں میں شریشٹھ۔ پورن۔ اشرف افضل۔ اور اکمل مانے جاتے تھے۔ ہر ایک مہاپرش اپنے اپنے وقت میں اس زمانے کے باہری اثرات سے پربھاوت ہو کر ہی ایسے نیم یا اصول بنائے ہیں۔ جن پر چلنے سے سارے سنساری عوام سکھ۔ شانتی اور سکون کا جیون آسانی سے گذار سکتے ہیں۔ اس موجودہ وقت میں بھی گھریلو اور مکمل امن شانتی سکون لانے کے لئے ان اصولوں کی اصلاح صحت اور درستگی کی سخت ضرورت ہے۔ جو خرابی ان وضع شدہ اصولوں میں اس وقت آگئی ہے۔ اب اسے درست کیا جانا نہایت ہی ضروری اور لازمی امر ہے۔

ہیں۔ جس کے سبب اکثر اختلافات۔ دیر بھاؤ۔ دویش۔ دشمنی ایرشا
اور چپقلشیات دن بدن بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے اس وقت
میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ سارے مذاہب کے موجودہ اصولوں
سدھانتوں اور نیموں کی چھان بین کی جائے کہ یہہ کیوں بنائے گئے تھے
اور ان کا اصلی اُدّیش کیا تھا۔ اِن سارے اُدیشوں کو درشٹی میں رکھتے
ہوئے کچھ ایسے نیم اس وقت کے لئے بنائے جائیں جن سے موجودہ زمانے
کے مشکلات آسان ہو سکیں۔ اور ساری مانو جاتی سُکھ۔ شانتی اور بے خوفی
کے ساتھ جی سکے۔ اور آپس میں ان سب میں پریم اتحاد۔ ایکتا اور میل
جول قائم رہ سکے۔ ایسے وقت میں اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کارنوں
کو دور کیا جائے جس کے سبب منشیہ جاتی آپس میں پرسپر پریم اور ایکتا رکھ
نہیں سکتی۔ لوگوں کو سبز باغ دکھلا کر کوئی شخص اتحاد اور ایکتا لانا چاہے
تو یہہ ساری کوشش کبھی سپھل اور بارآور نہیں ہو سکتی۔ اکثر یہہ دیکھا
جا رہا ہے کہ حکومت کے نمائندے اور لیڈر صاحبان عوام کو غفلت میں رکھ
کر اور حقیقی اصلیت سے ناواقف اور دور رکھ کر ان میں اتحاد پریم سمتا پیدا
کرنا چاہتے ہیں یہہ کبھی نہ ہوگا۔ کیونکہ تمہارا اپنا رخ انجھو ہی اس کے بالکل
برخلاف جاتا ہے۔ اتحاد اور ایکتا کے لئے جو کوشش کی جاتی ہے وہ اسی لئے
نشپھل جاتی ہے کیونکہ اُن کارنوں کو دور نہیں کیا جاتا جن کے سبب مانو
جاتی میں پرسپر پریم۔ اتحاد اور ایکتا آ سکے۔ میں اپنے رخ انجھو کے آدھار پر
ہی صاف طور سے ان ساری باتوں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ ست پُرش یا سجّن لوگ جو اس وشودھرم سمیلن کا پربندھ کر رہے ہیں۔ وہ یہہ ضرور سوچیں گے کہ ان کا اصلی مطلب اس سمیلن کرنے سے کیا ہے۔ اگر یوں ہی رسمی طور پر سنستھا کے قائم رکھنے کا خیال ہے۔ تو میں کہوں گا کہ آن کی محنت نررتھک فضول اور رائیگاں چلی جائے گی۔ گو ظاہری طور پر دو چار دن کے لئے تماشہ۔ کھیل اور دل لگی کا سامان تو ضرور ہو جائے گا۔ مگر اس سے وشودھرم سمیلن کرنے کا اصلی مقصد کبھی پورا نہ ہوگا۔

اس وقت آجکل کے موجودہ حالات میں وشودھرم سمیلن میں کیا ہونا چاہئے۔ اس پر وچار کرنا نہایت ہی ضروری امر ہے۔ سادھارن طور سے سب کی یہہ کوشش ہو رہی ہے کہ سب دھرم اور سمپردا کے سارے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔ اور سب لوگ آپس میں پریم سے مل جل کر ایکتا اتحاد۔ پریم اور میل جول رکھتے ہوئے اپنے اپنے انبھوؤں کے آدھار پر ایک ایسا آسان طریقہ جو موجودہ زمانہ کے لئے کارگر ہوتا ہو قائم کر جائیں جس پر چلنے سے عوام۔ جنتا اور حکومت سب مل جل کر ملک میں ایک ایسی شانتی۔ سلامتی۔ سکون اور اُنتی کی فضا و لا سکیں۔ جس سے ملک کے سارے لوگ خوش حال ہو جائیں۔

اس وقت اکثر یہہ دیکھا جا رہا ہے کہ حکومت کچھ کرنا چاہتی ہے اور عوام کا رجحان کسی اور طرف لگا ہوا ہے۔ آپس میں ان دونوں میں میل جول اتحاد اور پریم نہیں ہے۔ یہہ ایک دوسرے کے وپریت کام کر رہے

اتھہاس کہتا ہے کہ آج تک ہر ایک مذہب۔ دھرم یا سمپردا کا سنستھاپک کوئی نہ کوئی منشیہ ہی ہوا ہے۔ جس نے کسی دھرم یا سمپردا کی بنیاد رکھی ہے۔ سروسادھارن لوگ اپنے اپنے وشواس سے اس کو ست پُرش پیر، پیغمبر، ولی۔ اوتار۔ سنت مہاتما اور فقیر مانتے ہوئے آئے ہیں۔ اور اس کی پوجا اور سمان کا رواج بھی سارے ملک میں جاری ہوا ہے جو منشیہ کسی دھرم کی استھاپنا کرتا ہے وہ بہت ہی بڑا گمبھیر۔ سماہت چت دُور درشی اور اپنے من کو ایکاگر رکھنے والا ہی ہوا ہے۔ جب تک کسی منشیہ کا من نشچل اور سماہت چت نہ ہوگا۔ اس کو کسی پرکار کا انبھو یا گیان ہو ہی نہیں سکتا۔ انبھو یا گیان کے حصول کے لئے ایکاگر چت یا سماہت چت کا ہونا نہایت ہی ضروری اور لازمی شرط ہے۔ جو گیان منشیہ کو پراپت ہوتا ہے۔ اس کا اصلی کارن باہری پربھاؤ ہی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہر ایک دھرم یا سمپردا ونت، وقت کے حالات اور واقعات سے پربھاوت ہو کر ہی عالم وجود میں آتے ہیں۔ اس سمے کے لئے اُن حالات میں ان کا پیدا ہونا یا وجود میں آنا ہمیشہ لابھ دائک ہی سدھ ہوا ہے۔ اس لئے کسی دھرم۔ مذہب اور سمپردا کا سدھانت جو پچھلے مہاپرشوں نے بتلائے ہیں۔ وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔ مگر وقت، وقت کے حالات واقعات اکثر بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے سوبھاوک طور سے ان سدھانتوں میں تبدیلی کا آنا نہایت ہی ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی خیال کے تحت موجودہ دور میں بھی وشو دھرم سمیلن کا وجود میں آنا نہایت ہی مبارک فال ہے۔

وشو دھرم سمّیلن دہلی

آج ایک شخص نے اردو اخبار کی کٹنگ بھیجا ہے جس میں ۲۶ / فروری ۱۹۶۵ء سے دہلی میں وشو دھرم سمیلن ہونے کا ذکر آیا ہے۔ پچھلے بار بھی دہلی میں ایک دفعہ ایسا ہی وشو دھرم سمیلن ہوا تھا۔ اس وقت بھی میں نے اپنے وچار لکھ کر بھیجے تھے۔ آج بھی خیال آیا کہ اس شبھ اُوسر کے لئے کچھ نہ کچھ لکھ جاؤں۔ اسی وقت پرم سنت کبیر صاحب کا چتاونی شبد یاد آ گیا ۔

"سانچی بات کبیرا کہے۔ سب کے مں سے اُترا رہے"

پھر بھی خیال آیا تیرے ذمہ ست گورو داتا دیال جگت کلیان کا کام دے گئے ہیں تو اپنا کام کر چل۔ اس بات کی کیوں چنتا کرتا ہے کہ کوئی سنے گا یا نہیں سنے گا۔

اس وشو دھرم سمیلن میں سنسار کے مختلف مذاہب والے ایک جگہ دہلی میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وہ اس لئے کہ سنسار کی بھلائی کے لئے کوئی نہ کوئی آسان ترکیب یا تدبیر سب مل جل کر سوچ نکالیں جس سے مانو جاتی کا کلیان ہو سکے۔ اور ساری جنتا سکھ شانتی اور آنند کا جیون ویتیت کر سکے۔

چتاونی

کون کہتا ہے کہ ظالم کی عمر کوتاہ نہیں
نیک کاموں کا کہو۔ کیا نیک پھل ہوتا نہیں
لا سکیگا وہ کہاں سے بھوک میں کھانے کو دھان
جو بشر کسان بن کر۔ کھیت کو بوتا نہیں
چھل کپٹ سے جوڑ کے۔ کرتا ہے جو دھن کو جمع
کچھ دنوں میں کیا وہ سب کچھ جڑ مول سے کھوتا نہیں
جو کوئی کرتا ہے ناحق۔ ہر ایک سے یہاں دشمنی
وہ کبھی دنیا میں سکھ کی۔ نیند بھر سوتا نہیں
پاپ جس نے ہیں کمائے۔ اپنی ساری عمر میں
نرک میں جا کر وہ کیا۔ پچھتا کے پھر روتا نہیں
دیہہ درلبھ پا کے جو۔ کرتا ہے تن من کو خراب
کیا وہ پھر پھر کھائیگا۔ بھوسندھ میں غوطہ نہیں
رادھا سوامی سنت یوں۔ کہتے ہیں ہیلا مار کر
اپنی کرنی پار اترنی۔ کیا کرموں کا پھل ہوتا نہیں

یہہ وشو دھرم سمیلن بلانا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ پراچین کال میں بھی ضرورت کے سمے رشی منی لوگ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سنسار کے کلیان کے لئے کوئی نہ کوئی اپائے بتا دیا کرتے تھے جس سے سمے کے انوسار مانو جاتی کا لابھ یا کلیان ہو جایا کرتا تھا۔

موجودہ وقت میں بھی جہاں آجکل سنسار کی حالت بہت کچھ تبدیل ہو چکی ہے اور دن بدن گرتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ اور انتر راشٹریہ سمبندھ کے کارن بھی اس وقت میں بہت کچھ تبدیلی کی ضرورت ہے اس لئے اس وقت میں ضرور تبدیلی آنی چاہئے۔ تاکہ دلیش اور جن سادھارن لوگ محفوظ رہ سکیں۔ اور سکھی رہ سکیں۔

انت میں میں سچے دل سے یہہ پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ کا وشو دھرم سمیلن سنسار کے لئے ایک بہتر درشک نمونہ بن سکے اور سارے ملک میں انسانی اخلاق کا راج لا سکے تاکہ ملک کی دکھی جنتا سکھی رہ سکے۔ اگر میری باتوں میں کچھ غلطی رہ گئی ہو تو مجھے بوڑھا جان کر آپ سب لوگ چھما کریں گے۔ یہہ میرے دل کی پکار ہے۔

" مانو جاتی کا کلیان ہو! مانو جاتی کا کلیان ہو! مانو جاتی کا کلیان ہو!!!

فقیر

ہوشیارپوری

کیوں اس کھوٹ باتوں سے کام لیتے ہیں۔ اس لئے ہماری باتوں کا پربھاؤ۔ ہماری رہنی کا اثر اور ہمارے وچاروں کا ریڈلیشن کچھ اچھا عوام پر پڑتا ہے۔ اس لئے عوام کی زندگی میں سدھار یا پریورتن کبھی نہیں آنے پاتا۔ اس کے علاوہ سچی بات تو یوں ہے کہ عوام بھی زیادہ تر دکھاوے سے ہی کام لیتی ہے۔ اپنے کلیان کی سچی خواہش اور چنتا کسی میں بھی نہیں ہے۔ اصلی خواہش کسی کسی بڑے سادھو میں ہوتی ہوگی۔ مگر عام طور پر سارے لوگ دکھاوے میں ہی آجاتے ہیں۔ اور باتوں میں پھنس پھنس جاتے ہیں۔

پھوٹی آنکھ وِویک کی لکھے نہ سنت اسنت
جاکے سنگ دس بیس ہیں تس کا نام مہنت

اس لئے جس قدرت نے (DEMAND AND SUPPLY) کے قانون کے انوسار جہان پُرش سوشیل کمار جی مہاراج اور سنت کرپال سنگھ جی مہاراج کو پریرت کیا ہے۔ اُسی شکتی نے مجھے بھی متحرک کر کے یہ لیکھ لکھوایا ہے۔ اس لئے میں آشا کرتا ہوں کہ آپ سب لوگ مانو جاتی کے کلیان کے لئے نِش کپٹ اور نِس سوارتھ بھاؤ سے اپنے دھرم۔ پنتھ اور سمپردایوں کی غلط ٹیک نہ رکھتے ہوئے جو کچھ بھی اس سنسار کے کلیان کے لئے اُچت سمجھیں گے بتا سکتے ہوں تو بتا جائیں۔ جن پر عمل کرنے سے سب سادھارن لوگ سکھ اور شانتی کا جیون آسانی سے گذار سکیں۔ ملک اور دیش کے لئے اچھے ناگرک بن سکیں۔

کبیر سونہ پیر ہیں۔ جو جانے پر پیر
جو پر پیر نہ جانئی۔ سو کافر بے پیر
کرنی کرے سو پتر ہمارا۔ کتھنی کتھے سو ناتی
رہنی رہے سو گورو ہمارا۔ ہم رہنی کے ساتھی

انسان کا جیون عمل کا جیون ہے۔ اس کا اندر اور باہر ایک جیسا ہو۔ جس طرح منہ سے بات نکلے۔ اس پر خود بھی وہ عمل پیرا ہے تب کام بنے گا اور زندگی سدھرے گی۔ کھوٹے کرم میری سمجھ میں یہیں کھوٹ کہتے ہیں ملاوٹ کو۔ سونے میں تانبا ملا دینا۔ گو وہ سونے کی شکل کا ضرور ہو جاتا ہے۔ مگر اصلی قیمت نہیں دیتا۔ ہم سب لوگ بھی دھرم پنتھ۔ مان بڑائی شان و شوکت اور دھن سمپتی قائم رکھنے کے لئے بہت سی ایسی باتیں گھروں میں۔ سماج میں۔ حکومت میں اور دھارمک جگہ میں کہتے رہتے ہیں۔ جو کلپت ہیں۔ فرضی ہیں۔ اور غلط ہیں۔ بلکہ یہہ عمل میں بھی نہیں آسکتیں۔ مگر ان سب کے کارن ہماری مان بڑائی شان شوکت دھن سمپتی۔ دھرم اور پنتھ کے نام پر ابر قائم رہتے ہیں

میں ایک سچا سیشیہ اور سچا گورو بن کر دیکھا ہے کہ۔ ہر ایک دھرم پنتھ اور سماج میں بہت سی باتیں ایسی کہی جاتی ہیں۔ جس سے سرب سادھارن لوگ اُن کی باتوں کے بھکاؤ میں آجاتے ہیں۔ اور بُری طرح پھنس پھنسا جاتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہہ نہیں آتا کہ یہہ مہاتما لوگ

دُکھ دو گے گر کسی کو۔ دُکھ تم کو بھی ملے گا
رنج و عذاب بے شک۔ تم کو بھی ہو گا سہنا
سُکھ دو گے سُکھ ملیگا۔ دُکھ دو گے دُکھ ملے گا
مارو گے تم کسی کو۔ پھر غم پڑے گا سہنا
کال اور خیال کرتب۔ دریا سے ہیں مشابہ
تم دیکھنا نہ ان کے۔ لہروں میں پڑ کے بہنا
من اندریوں پہ بھائی۔ ضبط رکھنا تم برابر
جیوت بنے رہو گے۔ خوش حال ہو کے جینا
اپنی تُشت رکھنا۔ تم آتما پہ ہر دم
آتم سروپ رہ کر سنسار میں وچرنا

سب کا بھلا چاہنا۔ تب تیرا بھلا ہو گا
سنکلپ شُدھ اپنا۔ من نِجی۔ کرم سے کرنا
اپنے کو آپ سمجھو۔ کرتب تمہارے شُدھ ہوں
اپنے کو آپ جانو۔ یہہ ست گورو کا کہنا

پرم سنت کبیر صاحب نے بھی اسی طرح کہا ہے:۔
کتنی بدی چھانڈ کر۔ کرنی سے لولائے
تو کو نیر پلائے بن کبھوں پیاس نہیں جائے

سے ہی ہو سکتا ہے۔ آپس میں پریم بھاؤ ہو۔ انسان کا جیون عملی جیون بنے جیسا بولے۔ ویسا چلے۔ کتھنی کرنی کے ساتھ ساتھ رہنی بھی ہونی چاہئے۔ اس وقت سارا سنسار باہر مکھی ہوتا جا رہا ہے۔ انتر مکھی کوئی کوئی برلا سادھو ہی ہو گا۔ پرم سنت کبیر صاحب نے بھی فرمایا ہے۔

"باتوں کے پکوان سے پیٹ بھرے نہیں کوئے
مانش بھوکا ہی رہا۔ سن سن لچھر کھوئے"

اب میں خود بھی سوچتا ہوں۔ کہ میں نے بھی انیک ست سنگ کرائے ہیں۔ اور سینکڑوں ہی پستکیں لکھی ہیں۔ کیا اس جگت کا کلیان ہو گیا ممکن ہے کچھ لوگوں کو ضرور شانتی مل گئی ہو۔ مگر سب لوگوں کا بھلا تو نہیں ہوا ہے۔ اس لئے آپ سب لوگ مل جل کر کوئی ایسی یکتی اپائے اور نیا سوچ نکالیں جس سے مانو جاتی کا کلیان ہو سکے۔

جہاں تک میرا اپنا نج انبھو ساتھ دیتا ہے۔ میں داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج ایم اے کے اس شبد سے بالکل سہمت ہوں وہ کیا فرماتے ہیں۔

شبد

میرے پیارے بھائی دیکھو۔ ہر وقت سنبھل کے رہنا
کھوٹے نہ کرم کرنا۔ کھوٹی نہ بات کہنا ۱

دیباچہ

اس وشو دھرم سمیلن میں پدھارنے والے مہاتماؤ! میں آپ کے چرن کمل میں اپنا نج انبھو جو مجھے اس زندگی کے ستر پر سات سالہ دور کے بعد حاصل ہوا ہے۔ وہ میں پیش کر رہا ہوں اب بھی جیون' جیون عمر گذرتی جاتی ہے۔ نت نئے انبھو ہوتے جا رہے ہیں۔ جو آگے چل کر کبھی اگر موقع ملا تو پیش کر دونگا۔

تھوڑے ہی دن ہوئے امرتسر میں کچھ مہاتما لوگ ایک جگہ اکٹھا ہوئے تھے۔ سماچار پتروں نے اس پر ٹیکا ٹپنی کی تھی۔ کہ اس قدر زیادہ سنت سمیلن۔ ست سنگ۔ یگیہ ہون۔ پوجا پاٹھ وغیرہ انیک پرکار کے نیک کام ہو رہے ہیں۔ مگر پھر بھی اس سنسار کی دردشا دن بدن ادھک بگڑتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ لکھنے والے نے جو کچھ لکھا ہے وہ لفظ بہ لفظ ٹھیک اور صحیح ہے۔ میں بھی یہہ محسوس کرتا ہوں کہ دیش کا کلیان اس لیکچر بازی

جو دُکھ درد پرائے سمجھے اور اُن کو آسان کرے
جینے کی یُکتی بتلا دے۔ دُکھ سنکٹ ہر ایک کے ہرے
دل میں درد ہو جس کے بھائی۔ وہی اس راہ میں آتا ہے
دُکھ سنکٹ لوگوں کے ہرتا۔ سیدھے مارگ جاتا ہے
جو انتر وہی باہر اس کے۔ باہر بھیتر ایک سدا
دویش، راگ، ایرشا سے خالی، نہیں چار سو بیس کماتا ہے
اسے انسان تم کامل سمجھو جس میں انسانیت کی ہے خو
صندل میں خوشبو نہیں بھائی صندل چوب ہی ہے ہر سو
رادھا سوامی کہتے ہیں یوں۔ تو انسان انسان بن جا
کہیں کبیر انسانی برکت۔ تو جگ میں یوں پھیلا جا
نانک سنت پیر اولیاء سب کا کہنا ایک ہی ہے
بن انسان۔ تو بن انسان۔ اب جلدی سے انسان بن جا

"فقیر"

انسانیت کیا ہے؟

رُوحانیت سے بڑھ کر انسانیت ہے
انسانیت ہی موجودہ دور کا اصلی مذہب ہے
تم انسان بنو۔ تب ہی خوش رہ سکو گے

بغیر انسان بنے ہوئے۔ اصلی خوشی کبھی تمہارے
حصہ میں نہیں آسکتی۔ گو تم لاکھ کوشش کرو۔ اور کر دیکھو

انسان صرف وہی ہستی ہے۔ من اور اندریاں جس کے
قابو میں رہیں۔ اور وہ ان سے حقیقی اور
قدرتی کام لیتا ہوا۔ ہمیشہ خوش رہتا ہو

"خوش حال کس آن کہ بہر حال خوش آمد"

انسان جگت میں وہی ہے سچا جو جانے پر پیر
جو پر پیر نہ جائے۔ [illegible] پیر

وشو دھرم سمیلن نئی دہلی

بھینٹ پریم سے اور شردھا سے

دہلی میں وشو دھرم سمیلن جو ماہ فروری ۱۹۶۵ئہ میں ہو رہا ہے۔ اس شبھ
اَوسر پر سنسار کے مہان پرش شری سنت کرپال سنگھ جی مہاراج اور شری مین
مہامنی سوشیل کمار جی مہاراج اور دیگر مہاتما لوگ جو دہلی میں پدھار رہے ہیں
اُن کے چرن کمل میں یہہ چند خیالات جو میری ستر ''۷۷'' سالہ زندگی کے نچ
انبھو پر ہیں۔ انھیں کتابی شکل میں پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔
"قبول اُفتد"

یہہ کیوں ؟ اور کس لیئے ؟
ازل سے جانب ہستی۔ تلاش یار میں آیا
جو سمجھ سوچا تھا میں نے جسے انبھو نے درسایا
اسی آدھار پر اے دوستو! کچھ درد دل رکھ کر
نسل انسان کے خاطر۔ بھلائی کھول بتلایا
چلو گے سیدھے مارگ پر۔ بھلا ہوگا تمہارا بھی
اب تم انسانیت کا دَور لاؤ۔ ست گورو نے فرمایا
آپکا۔ فقیر۔ ہوشیارپوری

سوشیل کمار جی مہاراج نے شرکت کا نفرنس فرمانے کے لئے ویزا پتر بھیجا تھا۔

پنڈت فقیر چند جی مہاراج نے اپنے انبھوی خیالات کو ایک کتابی شکل میں ترتیب دیکر اب تک ہی پیش کئے ہیں۔ یہہ کتاب ہندی میں چھپ چکی ہے۔ اور رسالہ شیو میں نکل چکی ہے۔ اب اِن ہی خیالات کو اردو کا جامہ پہناکر رسالہ دیال میں نکالا جارہا ہے۔ اسے لوگ شوق سے مطالعہ فرمائیں۔ تاکہ حقیقت بینی کی اصلی سمجھ بوجھ آسانی سے آجائے۔

ست گورو سب کا کلیان کریں۔

المرقوم یکم جون ۱۹۶۵ء

نندو بھائی

ایڈیٹر دیال۔ نظام آباد۔ اے پی

منصور کی صدا ہے ۔ ہر ایک صدا جہاں میں
یاں گوش زد ہے ہر سو۔ یا رب پیام تیرا
دے تو اگر سہارا۔ چڑھ جاؤں میں بھی بے شک
گو میری دسترس ہے۔ اونچا ہے بام تیرا
اے رادھا سوامی ست گورو۔ کرنا دیا کی درشٹی
چرنوں میں رکھ کے نندو کو۔ دینا مقام تیرا

حمد باری

ہے صوفیوں کے لب پر۔ یا رب کلام تیرا
اور عارفوں کے دل میں۔ بستا ہے نام تیرا
ملت کا پاس کس کو۔ مذہب کا ہوش کس کو
بیخود ہوا ہوں پی کر۔ الفت کا جام تیرا
ہے کاشی میں بھی تو ہی۔ اور کعبہ میں بھی تو ہی
یہہ بھی مکان تیرا۔ وہ بھی مقام تیرا
کونین کا ہے حاکم۔ دارین کا ہے مالک
کیسی یہہ تُزک تیری۔ کیا احتشام تیرا
نیرنگِ دو جہاں میں۔ ذات احد ہے تیری
ثابت حُدوث سے ہے یا رب دُوام تیرا
تو ہے نگار زیبا۔ اور آئینہ خانہ دنیا
وحدت میں ہو رہا ہے۔ کیا اژدہام تیرا

آکاش پون۔ اگنی پرتھوی۔ جل روپ تمہارے ہیں۔ سوا
سوامی میں سیوک میں تم ہو۔ کس بدھی سے تمہیں مناؤں

رادھا سوامی ست گورو روپ لکھا۔ چیتن وشیش کا درس
سامانیہ کو تج کر اس وشیش سے۔ سچا نیہہ لگاؤں

کبیر یوگ حصہ اول	عہ ۸/	شبد یوگ حصہ اول	[illegible]
کبیر یوگ حصہ دوم	[illegible]	شبد یوگ حصہ دوم	[illegible]
کبیر یوگ حصہ سوم	عہ ۱۲/	گیان [illegible]	۸/
پتھر سندیش	عہ ۸/	داتا دیال کے دعا بچن	[illegible]
عملی ویدانت	عہ ۱۲/	آکھار زندگی	عہ
سلطان الاذکار	عہ	پرمارتھ یوگ	[illegible]
رادھا سوامی مت سندیش	عہ	دنیا کا عجیب و غریب فرقہ	[illegible]
گورو ماترے	عہ	جگت کلیان	[illegible]
یوگ سدھار حصہ اول	۸/	جگت ستار	
یوگ سدھار حصہ دوم	۸/	جگت آسرا	
یوگ سدھار حصہ سوم	۸/	جگت سنگار	
جپجی [illegible] کلام صاحب	/۸	آزادی کی کنجی	
میری جیون حصہ اول	عہ ۸/	آپ نشد سار	[illegible]

ملنے کا پتہ

رادھا سوامی جنرل ست سنگ [illegible]

جیسا کرایا تو نے ۔ کرتا رہا ہوں داتا
غلطی ہے یا سچائی ۔ اس کا ہے بھار تجھکو

تو ست پرش ہے داتا ۔ اپنی شرن میں لے لو
بچہ سمجھ کے مجھکو ۔ چرنوں کا پریم دیدو

——— تیرا انش ۔ فقیر

آیا ظہور میں جب۔ آئی تھی ہوش مجھ کو
کرنے لگا تلاش۔ داتا دیال تجھ کو

جب تک تمیز باقی۔ منکر نہ ہونگا کب ہی
یہہ آرزو تھی میری۔ پاؤں دیال تجھ کو

ایک خواب زندگانی۔ لائی چرن میں تیرے
جس کے اثر سے میں نے۔ پایا دیال تجھ کو

آدھار تو ہے مطلق۔ پرکاش و شبد روپا
تجھ میں ملوں میں دائم۔ درشن دیال مجھکو

سنسار سارا دیکھا۔ ہر بات کو میں پیکھا
کرتا ہوں بھینٹ تیرے۔ جو کچھ کہ میں نے سیکھا

شبد کبیر صاحب

سکھیو! وہ گھر سب سے نیارا۔ جہاں پُورن پُرش ہمارا ٹیکا

جہاں نہیں سُکھ دُکھ، سانچ جھوٹ نہیں، پاپ نہ پُنیہ پسارا
نہیں دن رین۔ چاند نہیں سُورج۔ بنا جوتی اُجیارا
نہیں تہاں گیان، دھیان نہیں جپ تپ۔ وید کتیب نہ بانی
کرنی دھرنی رہنی گہنی۔ یہہ سب نہیں حیرانی
دھر نہیں اُدھر۔ نہ باہر بھیتر۔ پنڈ۔ برہمنڈ کچھ ناہیں
پانچ تتو گن تین نہیں تہاں۔ ساکھی شبد نہ تاہیں
مُول نہ پھُول۔ بیلی نہیں بیجا۔ بنا برکش پھل سوہے
اوم سوہنگ ارگھ نہیں سنگا سوان لیکھ نہ کو ہے
نہیں نرگن، نہیں سرگن وہ ہے۔ ناہیں سوکشم استھولا
نہیں اکشر نہیں اوگتی بھائی۔ یہہ سب جگ کے جھُولا
جہاں پُرش۔ تہاں کچھ ناہیں۔ کہیں کبیر ہم جانا
ہمری سین لکھے جو کوئی۔ پاوے پد نروانا

پہنچ گیا ہے۔

میں آشا رکھتا ہوں کہ آپ مہاتما لوگ اپنے اپنے دھرم اور [illegible] کا مطلق پکش نہ رکھ کر سچے ہردے سے نِش سوارتھ ہو کر ایسا مارگ نکالیں گے یا ایسے نیم یا اصول قائم کریں گے۔ جس سے مانو جاتی کا کلیان ہو سکے مالک کل اس شبھ کارج میں آپ لوگوں کو سہائتا پردان کریں۔ [illegible] اگر میرے بچنوں سے کسی کو دکھ پہنچا ہے تو میں اس کے لئے چھما چاہتا ہوں۔

سماپت شد۔ وشو دھرم سمیلن جلد دوم

کپڑوں کو سونگھ کر اس گندھ کو وایو سے لیتے ہوئے وہاں پہونچ جاتے ہیں۔ جس شخص سے اس قسم کی گندھ نکلا کرتی ہے۔ اگر آپ مہاتما جن سچ مچ اپنے انتر میں مانو ونش کے کلیان کا سچا ہت رکھتے ہیں۔ تو یہہ ناممکن نہیں ہے کہ سنسار کا کلیان نہ ہو سکے۔ اس لئے میں نے دسہرہ کے ست سنگ پر ان مہاپرشوں کے سامنے کہا تھا کہ ورتمان سائنس والوں نے اگر اپنے انبھوؤں سے دنیا کو لابھ پہونچا سکتے ہیں۔ تو یہہ سنت اور مہاتما لوگ بھی اگر ان کی آتمک دھرم شکتی رکھتا ہے تو یہہ سنسار کا بھلا اور کلیان کر سکتے ہیں۔ ورنہ دھرم اور پنتھ کی غلط سمجھ اور غلط عمل نے ہی منشیہ جاتی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ دیا ہے۔ اور خون خرابہ کر دیا ہے۔

آج ایک فوج کا نوجوان اپنے استری کے ساتھ مانوتا مندر میں آیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے ان کی بڑی مدد کی ہے۔ میں تو اس کو جانتا بھی نہیں۔ پھر اس کی سہایتا کرنے والا کون تھا؟ اس کا وشواس اور اس کی شردھا! میں نے ورودھ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سچائی کو ظاہر کر رہا ہوں۔ کہ اے انسان! تیرا سہایک تیرا اپنا ہی ایمان۔ آچرن۔ وشواس اور آپ بل ہے۔ تو اپنے کرموں کو شریشٹھ بنا لے۔ منش نربل ہے۔ ابل ہے اور اگیانی ہے۔ ان کی نربلتا۔ ابلتا اور اگیان تا مٹانا آپ مہاتماؤں کا مکھ کرتب ہے۔ اس لیکھ کو لکھنے کے بعد اپنے کرتب کو پورا کر رہا ہوں۔ جو قدرت نے یا موج نے میرے

اس شبد میں بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ رام مریادا پُرشوتم تھے ۔ سیتا پتی ورتا استری تھی، جو کشٹ سیتا کو ہوا ہے اس کا مول کارن میری سمجھ میں سیتا کا لچھمن پر سندیہہ کرنا تھا ۔ لچھمن ایک سچّا سادھو تھا ۔ جس کے ھردے میں رام اور سیتا کے لئے سچّا پریم تھا ۔ سچی بھگتی تھی ۔ اور سچّا انوراگ تھا ۔ چونکہ سیتا نے اپنے پتی کے موہ بس لچھمن پر سندیہہ کیا تھا ۔ جس کا پرنیام اس کو بھوگنا پڑا ۔ رام جانتے تھے کہ سیتا سچی ہے ۔ نردوش ہے ۔ اس پر بھی رام نے سیتا کی پریکشا لی ۔ لوک لاج کے لئے اور اپنی مریادا کو قائم رکھنے کے واسطے ہی سیتا کو بن واس دیا ۔ جس کا پرنیام یہہ ہوا کہ سنسار سے اُداس ہو کر سرجو ندی میں ڈوب مرے اس لئے جو مہاتما لوگ اپنے غلط مان پرتشٹھا کے لئے اپنے گوروازم ۔ مہنت ازم کو قائم رکھنے کے واسطے ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں اور سنسار کو اپنے پیچھے لگا رکھتے ہیں ۔ ان کی عملی رہنما کے پربھاؤ سے دوسروں پر کیا اثر ہوگا ۔ یہہ سب لوگ جانتے ہیں ۔ کیونکہ جہا[illegible]ں یہہ لوگ گھومنے لگے ۔ اپنے اپنے پربھاؤ چھوڑتے جائیں گے ۔ اس لئے میں پکار کئے جا رہا ہوں کہ مانو ونش کا کلیان ماں، باپ، شکشک اور آتمک آچارجوں کے ہاتھوں میں ہے مانو شریر ایک ریڈیو اسٹیشن ہے ۔ اس کے اندر سے جیسا وہ ہے ۔ ویسی پرکار کے ریڈیشن یعنے دھاریں نکلتی رہتی ہیں ۔ اس بات کا کیا پرمان ہے کہ انسانی شریر ریڈیو اسٹیشن ہے موجودہ سائینس والوں نے اسے سدّھ کیا ہے ۔ اور یہہ سب لوگ جانتے ہیں کہ پولیس کے کتّے چور اور ڈاکوؤں کے

تیجے یدھشٹر دھرم راج کی اکتھا اپار کہانی
بھائی بہار جا سنگ لگے ہم۔ سو سب کو ئی جانی

چوتھے وشسٹ مہا منی گیانی۔ دیکھا گل کا ناسا
وشوامتر کے ہاتھ پلٹ گیا۔ گیان روگ کا پاتا

پنچم دشرتھ اودھ نریشا۔ شروَن رشی کو مارا
پتر بیوگ پران کو تیاگا۔ ملا نہ رام سہارا

چھٹے اندر کی کرنی سمجھو۔ شاپ بر ہستی دینھا
بھگ سے دیو رانج کی کایا۔ کرم کا پھل یہ لینھا

چندر کلنکت کام بیگ سے جانے سب سنسارا
کرم اٹل ہے جہاں بلی ہے۔ کوئی کوئی کرے وچارا

راون بالی بھرت جڑ گیانی۔ رشی کسے تدر بامنا
کرم کیا تیسا پھل پایا۔ انت میں پچھتے آوا سا

تن پر سنگ چت اپنا سو دھو سادھو من کا بانی شبد یوگ کر جنم بناؤ راد ھا سوامی کی کہانی

دکھ اور سنکٹ کا مول کارن ہے۔ یتھا راجہ تتھا پرجا۔ جیسا گرو ویسا چیلا۔ جیسے ماں باپ ویسی سنتان۔ یہ سب انسان کے مانسک وچاروں پر ہی نربھر ہے۔ آپ لوگ سنسار کے سدھارنے کے لئے پرچار کا کام کرتے ہیں۔ اپنے وچاروں کو شدھ رکھا کرو۔ اُن میں وہی سنسکار جائیں گے جو ہردے انتر میں موجود ہیں۔ جو شکشا مجھے ملی ہے اسی کے آدھار پر میں آپ لوگوں کو کہتا آ رہا ہوں۔ داتا دیال کا شبد ہے سنو۔

نربھو گیں بار مبار۔ آوشیہ پھل کرم کئے کا
تو سوچ سمجھ چت دھار۔ مرم جگ جنم جئے کا

سُر نر دیوی دیو۔ مہارشی اور برہم اوتارا
اشبھ کرم کے پھل سے ان کو ملے نہیں چھٹکارا

ایک جو کہیئے رام مہا پربھو۔ پرشوتم مریادا
گنپت گھاٹ سرجو جل بوڑے۔ رامائن سمواد

دوجے کہیئے کرشن پربھو جی۔ سولہہ کلا کے پُورے
یدو کل ناش بھیل کی گولی بھیئے ان مد چُورے

کوشش کرتا ہوں کہ میرا اپنا اہنکار نہ رہے۔ داتا کا حکم بھی میرے لئے ہے۔

شبد

نہ اپنا نام رکھنا تم نہ دنیا میں نشان رکھنا
نہیں کی جب گئی عادت۔ زباں پر تب نہ ہاں رکھنا
گرہ ہونا عبث ہے۔ اور منکر ہونا ہے غلطی
نہ سر پہ ایسے سودے کا کبھی بار گراں رکھنا
نہ صاحب دل نہ بے دل بننے کی تم میں ہوس آئے
نہ دل دینا نہ دل لینا۔ نہ وہم دل تاں رکھنا
اگر ہے ترک کردو ترک تک بھی ترک بے تنہا
مکاں جب چھٹ گیا اپنا۔ کیوں خیال لامکاں رکھنا
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید
نہ سچ اور جھوٹ کہنے کے لئے منہ میں زباں رکھنا

اگر میں پوری طرح اس بچن پر چلنے والا ہوتا تو میں یہہ لیکھ کبھی نہ لکھتا۔ ابھی اہنکار کچھ باقی ہے۔ اس لئے یہہ لیکھ لکھا جا رہا ہے۔ کیا پتہ اس سیلف سے پہلے پہلے میرا یہہ اہنکار سماپت ہو جائے تو شری سوشیل کمار جی جیسا مخلص فخر و بانی نمبر ان مجھے اس بوجھ اوسر پر غور کرنے کے لئے دیا ہے میں دکھا سکوں۔ میں ستر پر سانتا سالہ اس جیون میں جو کچھ ریسرچ کیا ہے اس کے

کہ قدرت نے سنسار کے کلیان کے لئے آپ لوگوں کے دماغوں کو متحرک کیا ہے
قدرت کا ہر کام کسی شریر دوارہ ہی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے قدرت کی پریرنا سے
آپ سارے لوگ اس طرف کھینچے ہوئے چلے آرہے ہیں کہاوت ہے۔

"کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر اور باز با باز"

کے نیم کے انوسار میرا آپ بزرگوں کی طرف کھنچاؤ کا ہونا ضروری ہے۔ موجے نے
میرے دماغ میں ایک خیال بھر دیا ہے۔ جو مجھے داتا دیال جہر شی شیو برت لال جی
مہاراج ایم اے کے ذریعہ ملا ہے۔ وہ یہہ ہے۔

تیرا روپ ہے ادبھت اچرج تیری اتم وہی
جگ کلیان جگت میں آیا۔ پرم دیال سیتی

اس سنسکار کے آدھین میں مدت سے "انسان ہو" کی آواز اٹھا کر اس
طرح گھسیٹا جا رہا ہوں۔ میں خود چاہتا ہوں کہ اس خیال کو چھوڑ دوں مگر
بابا کرم یا داتا دیال کا سنسکار مجھے دیوانا بنا کر اس طرف گھسیٹ رہا ہے اسلئے
اس دیوانگی کی حالت میں لیکھ آپ بزرگوں کی چرنوں میں بھینٹ کر رہا ہوں

میں اپنی اس صاف بیانی کے لئے آپ لوگوں سے چھما چاہتا ہوں۔
کیونکہ منشیہ کے دماغ میں ایک قسم کا اہنکار رہتا ہے جو دوسروں کی باتوں کو
صحیح درشٹی کون سے سوچنے نہیں دیتا۔ اور اسی اہنکار کے سبب
ہر منشیہ اپنے اپنے خیال کے مطابق سوچنے سمجھنے پر مجبور ہے۔ جہاں خیالات
میں میل نہیں ہوتا تہاں وہ وِدوَد کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس کی نہیں سنتا
اس دوش سے میں لاکھ ہو کہ بری ہوں۔ مگر میں اپنے میں کمی محسوس کرتا ہوں

اپنے میں کوئی وشیشتا نہیں رکھتا ہوں۔ سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے کوئی میرے ساتھی بھی نہیں ہیں۔ میں نے گورو آگیا کے پالن کرنے کے سلسلہ میں کسی ورودھ کی پرواہ تک نہیں کی ہے۔ اور برابر کام کرتا ہوا چلا جا رہا ہوں۔ اب کیول یہہ چاہتا ہوں۔

اب آرزو ہے تو یہہ ہے۔ کہ کوئی آرزو نہ ہو
میں کو مٹا دوں ساتھ میں اس میں کے تو نہ ہو
خرقہ نہ جسم پر ہو۔ نہ سر پر ہو شاہی تاج
مجھ کو اب اپنی ذات کی بھی جستجو نہ ہو

اے سنسار والو! میں اپنے نج انبھو کے آدھار پر یہہ کہتا ہوں کہ اگر مانو جاتی نہ سنبھلی تو منشیہ جاتی کا بھوشیہ اندھیرے میں ہے۔ یہہ میرا ادعا کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ انبھو ہے جیسا خیال ویسا حال۔ جیسی متی ویسی گتی۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اس لئے اب وقت بدل گیا ہے۔ تم بھی بدلو اور انسان بنو۔ مجھ پر گورو کا رِن تھا اور کرتب تھا۔ وہ میں پورا کر چلا۔

پوجیہ منی شو شیل کمار جی مہاراج۔ سنت کرپال سنگھ جی مہاراج اور اس وشو دھرم سمیلن میں شرکت کرنے والے مہاتماؤں کے چرن کمل میں پرنام عرض کرتا ہوں۔ اس دسہرہ کے شبھ اوسر پر ہندو مہا سبھا ہال دہلی میں شری سوشیل کمار جی مہاراج سنت کرپال سنگھ جی مہاراج اور ایک بزرگ مولانا صاحب کے درشن مجھے پراپت ہوئے تھے۔ چونکہ میرے نج انبھو نے یہہ وشواس دلایا ہے

اس کے علاوہ ایک حالت اور بھی ہے جس کو میں اکثر انبھو کیا کرتا ہوں۔ وہ یہہ ہے کہ مجھے پورن وشواس ہو گیا ہے کہ منشیہ کے من اور اس کے وچار حقیقت میں کلپت ہیں۔ مایاوی ہیں۔ جب یہہ گھنے ہو جاتے ہیں تو یہہ سنسار بن جاتا ہے۔ اس لئے میں بے بس ہو گیا ہوں کہ میں اپنی توجہ (سرت) کو من سے اوپر رکھوں اور اس پر باعمل ہو کر چلتا رہوں۔ اوپر کیا ہے۔ شبد اور پرکاش کا منڈل ہے مگر چونکہ انتری سادھن کرنے میں اس شبد اور پرکاش کو بھی چھوڑ کر میں خاموشی میں چلا جاتا رہتا ہوں یا نروکلپ اوستھا میں رہتا ہوں۔ پھر جب ہوش میں آتا ہوں۔ جس سے یہہ وشواش ہو گیا ہے کہ میں حقیقت میں اس چیتن کا بلبلا ہی ہوں۔ اور ست کے حرکت سے ہی پیدا ہوا ہوں۔ یا متحرک ہوا ہوں۔ ست سے میں پیدا ہوا ہوں اور ست ہی میں سما جاؤں گا۔ اس انبھو سے مجھ میں خاموشی آجاتی ہے۔ ممکن ہے دوسرے لوگ میرے ساتھ سہمت نہ ہوں مگر پورن پرش کہہ گیا ہے۔

"ارے من دیکھ کہاں سنسار۔ تو جھوٹے بھرم ہوا بیمار"

اس اوستھا کے آجانے کے بعد چراغ گل اور پگڑی غائب والی بات ہو جاتی ہے یہی لامکانیت اور نروان پد ہے۔ داتا دیال مہرشی شیو برت لال جی مہاراج کے شدھ سروپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھے آخری اوستھا تک پہونچا دیا ہے جہاں زندگی کے سارے بندھن سماپت ہو جاتے ہیں۔ ان کی آگیا تھی کہ فقیر تو جگت کلیان کے لئے کام کر جانا۔ اس لئے میں سب کچھ سمجھتا ہوا بھی اس کام کو جاری کر رکھا ہوں میرے پیچھے کوئی سماج یا جماعت نہیں ہے۔ اور نہ میں نے کسی سماج جماعت کو ہی بنایا ہے۔ میں ودھی نہیں ہوں اور نہ عالم فاضل اور نہ ودوان ہی ہوں۔ ا

سب کچھ آ جاتے ہیں۔ جن کے زمول کرنے کے لئے ہماری حکومت اور خاص کر ہمارے ہوم منسٹر شری نندا صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ اسی لئے وہ سادھو سماج کی سمان کرتے ہیں۔ تاکہ یہہ سادھو سماج عوام کے رجحان کو بدل دیں

میں مانتا ہوں کہ یہہ سادھو سماج انسان کی بہترین خدمت کر سکتا ہے۔ وہ وہ صرف دو طریقوں سے (۱) عوام کو اس من کے طبقے سے اوپر لے جانے کا اپائے بتائے۔ (۲) جنتا کو برائیوں سے ہٹا کر نیکی کی راہ دکھائے۔ جس طرح جس گھر کے بوڑھے بڑے نیک ہوتے ہیں۔ اُن کے جیون کا پربھاؤ ان کی اولاد پر پڑتا ہے۔ اسی طرح حکومت کے کرمچاریوں کے جیون کا پربھاؤ بھی عام جنتا پر پڑتا ہے۔ جب دیش کے منتری لوگ اور ادھیکاری لوگ ہی ناناپرکار کے بھرشٹاچار کرنے والے ہونگے۔ تو کوئی کیسے امید کر سکتا ہے کہ پبلک ان سے بچ کر رہے گی اور بھرشٹاچاری نہ ہوگی۔ ایسے ہی سادھو سماج عوام کو اندھیکاری میں رکھ کر اگر غلط طریقے سے اپنے آپ کو پُجواتا ہے۔ یا غلط تعلیم دیتا ہے تو وہ ملک اور جنتا کا دوشی ہے عوام کا فائدہ تو اس کا اپنا وشواس ہی کرتا ہے مگر یہہ لوگ نش کے بھاگی بن جاتے ہیں۔ پھر کیسے امید کی جاتی ہے کہ یہ ظاہرا ایسا سادھو سماج سنسار کا کلیان کر سکتا ہے۔ اسی طرح جتنے سادھو سمیلن۔ سنت سمیلن۔ ست سنگ اور وعظ وغیرہ جو ہر جگہ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان کے آچارن سداچاری ست ودیکتا اور باعمل ہوں گے تو سنسار کے بھلے کی امید کی جا سکتی ہے۔

یہہ تھوڑے سے سدھانت ہیں جو انسانیت لانے کے لئے بیان کئے جاتے ہیں۔ جس سے منش خود اپنے لئے اور دوسروں کے لئے لابھ کاری ہو سکتا ہے۔

سنسار کی رچنے والی شکتی باسنا ہے یہہ آدی باسنا ہی آدی مایا کہلاتی ہے۔ ہماری باسنا من سے پیدا ہوتی ہے یا ہر پرکار کی باسناؤں کا کیندر من ہی ہے۔ اس من کی پیدائش اس وقت ہوتی ہے۔ جب نور۔ پرکاش۔ آتما یا برہم استھول پرکرتی یا کثیف مادہ میں پرویش کرتا ہے۔ موجودہ سائنس بھی اس دنیا کی اُتپتی سورج سے ہی بتلائی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ من کو چھوڑ کر اپنا آئیڈیل پرکاش اور شدھی رکھا جائے۔ جو مالک کل کا اصلی سروپ ہے تاکہ موت کے وقت تم من کے پربھاؤں سے بچ کر اسی میں تبدیل ہو جاؤ۔ اور اپنی مادی ہستی کو تلانجلی دیدو۔

اس لئے منشیہ جاتی کا ایک ہی دھرم ہے۔ جس سے اس دنیا کا دکھ سکھ سدا کے لئے چلے جائے یا سماپت ہو جائے۔ جو لوگ اس وچار دھار کے آدمی ہیں۔ ان سے کبھی بھی کسی پرکار کی برائی کی امید نہیں ہو سکتی ان کے اپدیشنس سے سرب سادھارن کو آوشیہ لابھ پہونچ سکتا ہے اور یہہ لابھ شانتی دائک بھی ہوتا ہے۔

ایک طبقہ ایسا ہے جو ہمارے دکھوں اور سکھوں کا ذمہ دار اس دنیا کے پیدا کرنے والے کو نہیں مانتا۔ بلکہ وہ اپنے کرموں کو ہی مانتا ہے جو ایسا سمجھتے ہیں ان کا دھرم پھر یہہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی نیت سے اپنے مطلب کے لئے کسی کو تکلیف نہ دیں۔ تاکہ ان کے کرم اچھے رہیں اور ان کا اچھا پھل بھی وہ بھوگ سکیں۔ اس سدھانت میں دھوکا۔ فریب۔ چوری۔ ڈاکہ۔ رشوت ستانی اور ایذا رسانی وغیرہ

۱۔ یہہ کہ اس ایشور کی ایسی ہی مرضی تھی یا (۲) یہہ کہ ہر کسی کو اپنے اپنے کرموں کا پھل بھوگنا ہی پڑتا ہے۔ ایشور کہ تا پرش کی مرضی کو جس نے سمجھ لیا ہے۔ وہ ان سب تکالیف کو برداشت کرتا ہوا بھی ہنسی خوشی کے ساتھ اپنا جیون بتا دیتا ہے۔ یہہ ٹھیک ہے مگر تکالیف کی روک تھام تو نہیں ہوئی ہے جو راضی بہ رضا رہتا ہے۔ وہ دوسروں سے اچھے رہتا ہے مگر کشٹ تو اس کو بھی بھوگنا ہی پڑتا ہے۔ منصور کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ عیسیٰ مسیح صلیب پر لٹکایا گیا۔ شمس تبریز کی کھال اتار لی گئی۔ مہاتما گاندھی کو گولی لگی۔ کتنے ہی مہاپرش جن کو جانتا ہوں۔ نانا پرکار کے شریرک کشٹ سہتے رہے ہیں۔ اس سنسار میں دکھ ہی دکھ ہے کہا گیا ہے

”دھر سکھیا کا ہو نہ دیکھا۔ جو دیکھا سو دکھیا ہو“

اگر یہہ دکھ ایشور یا کرتا پرش کی جانب سے ہے۔ گستاخی معاف! منشیہ کیوں ایسے خدا کا یا ایشور کا اپاسک بنے۔ جس نے اپنے پیدا کئے ہوئے ہی پرانیوں کو کشٹ اور تکلیف دیتا رہتا ہے۔ اگر ان لوگوں نے ایشور کی مرضی سمجھ کر دھیرج رکھا اور برداشت کر لیا تو یہہ ان لوگوں کی بڑائی ہے نہ کہ پیدا کرنے والے ایشور کی بزرگی!

سنسار میں ایسے مہان پرش بھی ہوئے ہیں جنھوں نے اس پرکار سے کیا وہ کہتے رہا کہ اے انسان! تو اس ایشور یا خدا کے دیش سے نکل جا جس نے یہہ دنیا بنائی ہے۔ اس دنیا کے بنانے والے نے دکھ سکھ، نرک، نیکی بدی کی دوند حالتیں پیدا کر رکھی ہیں اس

ابل جیوؤں کو اس سے سہارا ملتا ہے۔ مگر اگیان اور غلط سمجھ کے کارن منش جاتی نے آپس میں پرمیشر مت بھید اور رکت بات کیا ہوا ہے۔ اب اس وشے پر اور ادھک کہنا غیر ضروری ہے۔

وشودھرم (مسلسل)

اب تک میں نے اپنے نج انبھو کے آدھار پر جگت کلیان کے خیال سے ہی بیان کیا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بڑے بڑے بھگت۔ ایشور پوجک۔ خدا پرست یا اُن اپاسک۔ فقیر اور سنت مہاتما لوگ اپنے اپنے جیون میں نانا پرکار کے کشٹ مصیبت اور تکالیف جھیلے ہیں اور جھیلتے ہیں۔ ان کے اندھ وشواسی پریمیوں نے اس بات کا تنگڑا بنا کر ان کا بڑکپن سنسار میں قائم کیا ہے اور ان کے تکالیف کو پرمارتھی رنگ دیکر سرب سادھارن کا وشواس دڑھ کر رہا ہے۔

میرے اپنے انتر میں یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا پرستی۔ ایشور پرستی۔ نیک کام اور پوجا پاٹھ ہی سب کچھ اگر ہوتے ہیں تو پھر ان لوگوں کو کشٹ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس کا جواب دو طریقے میں دیا جا سکتا ہے۔ وہ یہہ ہے

اڈمبر سماپت ہو جائے گا۔ تب منشیہ منشیہ سے دھارمک مت بھید نہیں رکھ سکتا ہے۔ رہا اصلی مالک کل وہ تو ذات ہے۔ اکال ہے۔ انام ہے۔ تو ہے۔ جس کا کوئی انت نہیں ہے۔ وہ کیول انوبھو سدھ ہے۔

چھما کرنا اے جہاں پرشو اور سنسار والو! اگر میں سچائی پر ہوں تو آپ لوگ ہی اس وقت سنسار کا اصلی بھلا کر سکتے ہیں۔ حکومت لاکھ زور لگائے وہ اس معاملہ میں کبھی سپھل نہیں ہو سکتی اور نہ دھارمک پکشپات اور دویش کو ہی دور کر سکتی ہے۔

کوئی پوچھ سکتا ہے۔ کہ خدا پرستی یا دیوی دیوتاؤں کی پوجا غلط ہے یا نہیں! تو اس کا جواب یہہ ہے کہ خدا پرستی، مورتی پوجا۔ یا کسی اور قسم کی پوجا۔ خود پرستی ہے یعنے اپنے آپ کی پوجا کرنا ہے۔ یا اپنے آپ کو سہارا دینا ہے۔ یا اپنے انتر ہی میں اس سے خوشی لینا ہے۔ اور اپنے ہی اچھیاؤں یا خواہشات کا پورا کرنا ہے۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ منش کے لئے اصلی دھرم کیول انسان کی خدمت ہے۔ ایشوری پوجا وغیرہ منشیہ کے اپنے من کو صرف سہارا دینا ہے۔ نربل۔ بھرم گرست اور روگیوں کو سہارا دینا ہی منشیہ ماتر کا دھرم ہے۔ ہاں جو نربل ہیں۔ ان کے لئے سہارا لینا ضروری ہے۔ وہ سہارا لیں گے ہی کسی سمپردائے کے ہوں یا کسی خیال کے ہوں۔ ہر شخص کو نجی لابھ مل سکتا ہے اور اس سہارے کے لئے کسی پرورش۔ دکھاوا۔ اور اڈمبر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اپنے 'اپنے ہی سہارے کے لئے مندر، مسجد، گرجا اور گردوارے وغیرہ بنوائے ہیں۔ کسی حد تک یہہ لابھ دائک ہو سکتے ہیں۔ نربل اور